قسط ۲

امام ابو حنیفہؒ کا درس و افادہ

اخوندزادہ عبدالقیوم فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
صدر مدرس و مفتی اظہار الاسلام۔ چکوال

ابراہیم نخعیؒ کی وفات کے بعد فقہ کا مدار حمادؒ ہی پر رہ گیا مگر ۱۲۰ھ میں ان کی وفات نے بھی کوفہ کو بے چراغ کر دیا۔ حماد کا بیٹا ناتجربہ کار تھا اس لئے درس میں ناکام رہا اور موسیٰ بن کثیر حج پر چلے گئے تو تمام بزرگوں نے متفقہ طور پر امام صاحبؒ سے مسندِ حدیث کو مشرف فرمانے کی درخواست کی۔ آپ نے چار و ناچار ذمہ داری قبول فرمائی۔ تاہم دل مطمئن نہیں تھا۔ قلبی اضطراب اور بے یقینی کے ان ایام میں خواب دیکھتے ہیں کہ "پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک کھود رہے ہیں۔" ابن سیرینؒ تعبیر بتاتے ہیں کہ "اس سے ایک مردہ علم کو زندہ کرنا مقصود ہے۔" یہ بشارت بنائی تسکینِ خاطر کا باعث ہوئی اور بڑے اہتمام و انہماک سے درس جاری رکھا۔

درس کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ کوفہ کی درسگاہیں ٹوٹ کر ان کے حلقہ میں آملیں بڑے بڑے ائمہ فن اور آپ کے اساتذہ مثلاً مسعر بن کدام اور امام اعمش بھی استفادہ کی غرض سے شریک ہونے لگے۔ آپ کی درسگاہ میں مکہ۔ مدینہ۔ دمشق۔ بصرہ۔ واسطہ۔ موصل۔ جزیرہ۔ نصیبین۔ رملہ، مصر، یمن۔ یمامہ۔ بحرین۔ بغداد۔ اہواز۔ کرمان۔ اصفہان۔ حلوان، استرآباد، ہمدان۔ رے۔ قومس۔ دامغان۔ طبرستان۔ جرجان۔ نیشاپور۔ سرخس۔ بخارا سمرقند۔ کس۔ صغار۔ ترمذ، ہرات، نہستان۔ النزم۔ خوارزم۔ سیستان۔ مدائن۔ مصیصہ اور حمص وغیرہ کے باشندے مستفیض ہو رہے تھے۔ (جواہر المضیہ ص۵۴۳ ج۳ و عقود الجمان باب خاص)

فیاللعجب! آخر یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے۔ جب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی فرمایا ہو کہ "میری امت گمراہی پر مجتمع نہ ہو سکے گی۔" مذکورہ تاریخی حقائق کے پیش نظر جس شخصیت کو پوری اسلامی دنیا نے حصولِ علم حدیث کے لئے مرجع بنایا ہو۔ ملتِ اسلامیہ کے اکثر اہلِ علم اور صاحبِ فضل و کمال جس کے گرد جمع ہوں۔ جس کی استادی کے حدود خلیفۂ وقت کی حکومت سے وسیع ہوں نیز دنیا بھر کی گشت کرنے کے بعد جہاں سے علوم کے پیاسوں کی پیاس رفع ہوتی ہو۔ ایسی شخصیت۔ مشکوٰۃ نبوت سے اخذ و استنباط میں ضعیف، قوتِ استدلال میں کمزور اور روایتِ حدیث میں ناقابلِ اعتبار ہو۔

تلامذہ: امام اعظم ابوحنیفہؒ علم حدیث میں جس عظیم مہارت کے حامل اور مشکوٰۃ نبوت سے اخذ و استنباط میں جس عظیم رتبہ پر فائز تھے۔ اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ تشنگانِ علومِ حدیث کا انبوہِ کثیر آپ کے حلقۂ درس میں سماعِ حدیث کیلئے حاضر ہوا۔ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ:

امام اعظمؒ سے حدیث کا سماع کرنے والے مشاہیر محدثین میں حماد بن نعمان، ابراہیم بن طہمان، حمزہ بن حبیب، زفر بن ہذیل، قاضی ابویوسف، عیسیٰ بن یونس، وکیع، یزید بن زریع، اسد بن عمرو، خارجہ بن مصعب، محمد بن بشیر، عبدالرزاق، محمد بن حسن الشیبانی، مصعب بن مقدام، ابوعبدالرحمٰن مقری، ابونعیم، ابوعاصم اور دیگر یگانۂ روزگار افراد شامل تھے۔ (تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۴۴۹)

حافظ ابوالمحاسن شافعی نے تو آپ کے تلامذہ کی تعداد ۹۱۸ بقید نسب بتائی ہے۔

امام مکی بن ابراہیم امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد اور امام بخاریؒ کے استاد ہیں امام بخاریؒ نے اپنی صحیح کی ۲۲ ثلاثیات میں سے گیارہ امام مکی کی سند سے روایت کی ہیں۔ گویا امام بخاری کو اپنی صحیح میں عالی سند کیساتھ ثلاثیات درج کرنے کا شرف امام ابوحنیفہؒ کے تلامذہ کا صدقہ ہے۔ امام بخاری کے اسانید میں اکثر شیوخ حنفی ہیں۔ بلکہ جن شیوخ کی وجہ سے صحاح ستہ کی عمارت قائم ہے۔ ان میں اکثر حضرات علم حدیث میں امام صاحب کے بالواسطہ یا بلاواسطہ شاگرد ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں ۲۸ قاضی ہونے کے لائق اور بڑی تعداد میں مفتی ہونے کی اہلیت رکھتے تھے۔

مشہور محدثین جو امام صاحب کے شاگرد ہیں:۔

۱۔ عبداللہ بن مبارک (متوفی ۱۸۱ھ) | محدثین آپ کا "امیرالمومنین فی الحدیث" کے لقب سے تذکرہ کرتے ہیں۔ صحیحین (بخاری و مسلم) میں آپ کی روایات کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے۔ نیز آپ فنِ روایت کے امام مانے جاتے ہیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے: "مجھے جو کچھ حاصل ہوا ہے وہ امام ابوحنیفہؒ اور امام سفیان ثوری کے فیض سے حاصل ہوا ہے۔"

۲۔ وکیع بن الجراح (متوفی ۱۹۷ھ) | علم حدیث میں امام ہیں اور امام احمد بن حنبل کے قابلِ فخر استاد اور امام ابوحنیفہؒ کے لائق تلامذہ میں سے ہیں۔

۳۔ یحییٰ بن سعید القطان (متوفی ۱۹۸ھ) | فنِ رجال کے بانی امام احمد بن حنبل کے استاد ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے درس میں اکثر شریک رہتے۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا۔ "میں نے اپنی آنکھوں سے یحییٰ بن سعید القطان کی مانند کسی کو نہیں دیکھا۔"

۴۔ یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ (متوفی ۱۸۲ھ) | مشہور حافظِ حدیث اور ابوحنیفہؒ کے مشاہیر تلامذہ میں

سے ہیں "صاحب ابی حنیفہ" کہلاتے ہیں۔ صحاح ستہ میں آپ کی روایات کثرت سے موجود ہیں۔

۵۔ یزید بن ہارون (متوفی ۲۰۶ھ) | فنِ حدیث کے مشہور استاد ہیں۔ امام احمد بن حنبل اور ابن ابی شیبہ جیسے مشہور ائمہ حدیث آپ کے شاگرد ہیں۔ مدت تک امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں رہے۔

۶۔ داؤد الطائی (متوفی ۱۶۰ھ) | امام ابوحنیفہؒ کے مشہور شاگرد اور فقہ میں امام صاحب کی مجلسِ شوریٰ کے معزز رکن تھے۔ محدثین کے نزدیک بلا اختلاف ثقہ ہیں۔

۷۔ حفص بن غیاث (متوفی ۱۹۶ھ) | علامہ ذہبی نے حفاظِ حدیث میں شمار کیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔ ہارون الرشید کے زمانہ خلافت میں کوفہ و بغداد میں پندرہ سال تک جج رہے۔

۸۔ ابوعاصم النبیل (متوفی ۲۱۲ھ) | امام صاحب کے خاص شاگردوں میں سے ہیں۔ صحیحین میں آپ سے بہت سی روایات کی گئی ہیں۔ آپ سے کسی نے پوچھا سفیان ثوری زیادہ فقیہہ ہیں یا ابوحنیفہ۔؟ فرمایا: موازنہ صحیح نہیں۔ ابوحنیفہؒ نے فقہ کی بنیاد ڈالی ہے۔ اور سفیان ثوری صرف فقیہہ ہیں۔

۹۔ عبدالرزاق بن ہمام (متوفی ۲۱۱ھ) | امام احمد بن حنبل اور امام سفیان عیینہ کے استاد ہیں۔ نامور محدثین سے ہیں امام صاحب کے مشہور شاگرد ہیں۔ حدیث کی مشہور کتاب "جامع عبدالرزاق" آپ ہی کی ہے۔ امام بخاریؒ نے بھی آپ کی کتاب سے استفادہ کیا ہے۔

کیا مشاہیر محدثین اساتذہ کرام اور نقاد حدیث تلامذۂ عظام رکھنے والا اور خود صاحبِ فہم و فراست حدیث سے خالی ہوسکتا ہے۔؟ اور وہ بھی الیسا کہ جسکی حدیث دانی اور حدیث فہمی کی ہزاروں شہادتیں موجود ہوں بطورِ نمونہ ایک شہادت نواب صدیق حسن خان صاحب قنوجی، علامہ ابن خلدون سے نقل کرتے ہیں۔

یدل علی انہ من المجتھدین فی	امام اعظم ابوحنیفہؒ کبار محدثین میں شمار ہوتے
علم الحدیث اعتماد مذھبہ بینھم	ہیں۔ دلیل اس پر یہ ہے کہ ان کے مذہب پہ
والتعویل علیہ واعتبارہ رداً و	اعتماد و اعتبار کرکے موافق و مخالف رد اور
قبولاً ۔۔۔ الخ (الحطہ ص۳۴)	قبول کیطرف متوجہ ہوں۔

مگر حاسدین و معاندین نے آپ کے احتیاط فی الروات کو دیکھ کر اور آپ کے مدارک علیہ سے جہالت و ناواقفیت کی بناء پر آپ پر قلتِ حدیث کا الزام لگا دیا ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

امام صاحبؒ کا روایتِ حدیث میں حزم واحتیاط امام ابوحنیفہؒ وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے معاصرین کی لعن طعن کا خیال کئے بغیر لوگوں کو قبولِ حدیث کا ایک معیار بتلایا اور احادیث سے مکمل استفادہ کی غرض سے اصول حدیث مقرر کئے جن پر احادیث کی صحت وضعف کا مدار ہے جس کو تفصیلاً تانیب الخطیب ص۱۵۲، ص۱۵۳ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے روایتِ حدیث میں جس حزم واحتیاط سے کام لیا ہے اس سلسلہ میں امام سفیان ثوری کی شہادت عبداللہ بن مبارک کی زبانی سنئے۔ فرماتے ہیں:

کان ابوحنیفه شدید الاخذ للعلم	امام ابوحنیفہؒ علم کے حاصل کرنے میں بڑے
ذاباً من حرم الله ان تستحل یاخذ	سخت محتاط اور حدودِ الٰہی کی بے حرمتی پر
بما صح من الاحادیث التی کانت	بے حد مدافعت کرنے والے تھے اور وہ
یحملها الثقات وبالآخر من فعل	صرف وہی حدیث لیتے تھے جو ثقہ راویوں
رسول الله صلی الله علیه وسلم وبما	سے مروی اور صحیح ہوتی تھی اور آنحضرت
ادرك علیه علماء الکوفة ثم شنع	صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کو وہ لیا کرتے
علیه قوم یغفر الله لنا ولهم۔	تھے اور اس فعل کو جس پر انہوں نے علماء کوفہ
(الانتقاء لابن عبد البر ص۱۴۲ طبع مصر)	کو عامل پایا تھا۔ مگر پھر بھی ایک قوم نے (بلاوجہ)

ان پر طعن کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور ان سب کی مغفرت کرے۔

عراق کے مشہور محدّث الحافظ الامام وکیع بن الجراح فرماتے ہیں:

لقد وجد الورع عن ابی حنیفه	بلاشبہ امام ابوحنیفہؒ نے حدیث میں وہ
فی الحدیث مالم یوجد عن غیره	احتیاط کی ہے۔ جو اور کسی سے ایسی احتیاط نہیں
(مناقب امام صدر الائمہ ج ص۱۹۷)	پائی گئی۔

شیخ بغداد مشہور محدث الحافظ امام علی بن نے تو یہاں تک فرما دیا کہ:

ابوحنیفه اذا جاء بالحدیث جاء به	امام ابوحنیفہؒ جب حدیث پیش کرتے ہیں
مثل الدُّر۔ (جامع المسانید ج ص۳۰)	تو وہ موتی کی طرح چمکدار ہوتی ہے۔

ضد اور ہٹ دھرمی کا علاج نہیں، نہ ماننے والوں کیلئے دفتر کے دفتر بھی بے سود ہیں اور تسلیم کرنے والوں کیلئے ایک صحیح بات بھی کافی ہوتی ہے۔ کیا مذکورہ بالا مستند حوالہ جات اور سچی شہادتیں اس بات کا بین ثبوت نہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کا علمِ حدیث و روایت میں حزم واحتیاط کی محدثین میں نظیر نہیں ملتی۔ کیا ایسے شخص کو "یتیم فی الحدیث" اور "قلیل الحدیث" کہنا انتہائی ظلم اور کمالِ جہالت کا اظہار نہیں۔ مبغضین ومتعصبین کے امام صاحب کے بارہ

ہیں" قلیل البضاعۃ فی الحدیث" کے نظریہ کو صاحبانِ عقل و بصیرت بے بنیاد، باطل، تقوّل اور جھوٹ کے سوا کیا کچھ کہہ سکتے ہیں۔

امام صاحبؒ کے مرویات کی تعداد حضرۃ العلامہ ملا علی قاریؒ امام محمد بن سماعہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

ان الامام ذکر فی تصانیفہ نیفاً وسبعین الف حدیث وانتخب الآثار من اربعین الف حدیث۔	امام ابوحنیفہؒ نے اپنی تصانیف میں ۷۰ ہزار سے زائد حدیثیں بیان کی ہیں اور چالیس ہزار احادیث سے کتاب الآثار کا انتخاب کیا ہے۔
(مناقب علی القاری بذیل الجواھر ج۲ ص۴۷۴)	...

صدر الائمہ امام موفق بن احمد تحریر فرماتے ہیں کہ:

وانتخب ابوحنیفہ الآثار من اربعین الف حدیث۔ (مناقب موفق ج۱ ص۹۵)	امام ابوحنیفہؒ نے کتاب الآثار کا انتخاب چالیس ہزار احادیث سے کیا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کا علم حدیث میں کمال درک کے پیشِ نظر ناقدِ فنِ رجال سرتاج المحدثین، امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن سعید القطان قسم اٹھا کر یہ بیان دیتے ہیں کہ:

انہ واللہ لاعلم ھذہ الامۃ بما جاء عن اللہ ورسولہ۔	خدا تعالیٰ کی قسم امام ابوحنیفہؒ اس امت میں خدا تعالیٰ اور اس کے رسول برحق سے جو کچھ وارد ہوا ہے اس کے سب سے بڑے عالم ہیں۔
(ابن ماجہ اور علم حدیث از نعمانی)	

رفع اشکال گو امام اعظم کو اپنے معاصر محدثین اور تلامذہ حدیث میں حاکم (جو حضورؐ کی تمام احادیث پر متناً سنداً مکمل دسترس رکھتا ہو) اور شہنشاہ تسلیم کرتے تھے مگر بظاہر یہ اشکال وارد ہوتا ہے اور عموماً وارد کیا جاتا ہے کہ امام بخاریؒ نے تو اپنی صحیح کا انتخاب چھ لاکھ احادیث سے کیا جبکہ امام صاحب صرف ۷۰ ہزار احادیث سے ۴۰ ہزار احادیث کا انتخاب کر کے "کتاب الآثار" لکھتے ہیں تو یہاں دونوں کے درمیان تقابل کی صورت میں جو نتیجہ نکلتا ہے وہی معترضین کا سب سے بڑا ہتھیار ہے جس سے امام ابوحنیفہؒ کی شخصیت کو مجروح کیا جاتا ہے۔

ایسا اشکال اور اعتراض تو وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہیں علم حدیث سے دور کا واسطہ بھی نہ ہو۔ حالانکہ علم حدیث کا مبتدی طالب علم بھی جانتا ہے کہ احادیث کی قلّت اور کثرت درحقیقت طرق اور اسانید کی قلّت اور کثرت سے عبارت ہے محدثین کی اصطلاح میں سند اور سند کے کسی راوی کے بدلنے سے حدیث کی گنتی اور تعداد بدل جاتی ہے جبکہ نفسِ احادیث کی تعداد چار ہزار چار سو سے زائد نہیں ہے۔

علامہ امیر یمانی رقمطراز ہیں:

ان جملۃ الاحادیث المسندۃ عن النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی الصحیحۃ بلا تکرار اربعۃ آلاف واربع مائۃ۔	بلاشبہ وہ تمام مسند احادیث صحیحہ جو بلا تکرار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں انکی تعداد چار ہزار چار سو ہے۔

(توضیح الافکار ص ۶۳)

...

امام ابوحنیفہؒ کا سنِ ولادت سنہ ۸۰ھ اور امام بخاریؒ کا سنِ ولادت سنہ ۱۹۴ھ ہے۔ دونوں کے درمیان ۱۱۴ سال کے طویل عرصہ میں ایک حدیث کو سینکڑوں بلکہ ہزاروں اشخاص نے روایت کیا ہوگا۔ تو دونوں کے درمیان چھ لاکھ اور ۷۰ ہزار کا جو فرق ہے وہ دراصل اسانید کی تعداد کا فرق ہے۔

روایتِ حدیث میں امام صاحب کا مقام | کون ہے جو انکار کرے۔ سب جانتے ہیں کہ امام صاحبؒ کا زمانہ "خیر القرون" اور صحابہؓ سے قرب کا زمانہ تھا جس میں راویوں کا اس قدر شیوع اور عموم بھی نہیں تھا۔ امام صاحب کو اپنے زمانہ میں احادیثِ نبویہ جس قدر اسناد کے ساتھ بھی مل سکتی تھیں ان کو حاصل کر لیا تھا۔ امام صاحب اپنے زمانے کے تمام محدثین پر ادراکِ حدیث میں فائق اور غالب تھے۔ آپ کے معاصر اور مشہور محدث امام مسعر بن کدام فرماتے ہیں۔

طلبت مع ابی حنیفۃ الحدیث فغلبنا واخذ نا فی الزھد فبرع علینا وطلبنا معہ الفقہ فجاء منہ ما ترون۔	میں نے امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ حدیث کی تحصیل کی وہ ہم سب پر غالب رہے اور زہد میں مشغول ہوئے تو وہ اس میں سب سے بڑھ کر تھے اور فقہ میں ان کا مقام تو تم جانتے ہی ہو۔

محدثِ کامل شیخ الاسلام امام عبدالرحمٰن مقری فرماتے ہیں:

وکان اذا حدث عن ابی حنیفہ قال حدثنا شاھنشاہ۔ الخ	امام مقری جب ابوحنیفہ سے روایت کرتے تو کہتے ہم سے شہنشاہ نے حدیث بیان کی۔

(تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۲۴۵)

...

سنت، حدیث اور فقہ کو محفوظ کر کے امام صاحب نے امتِ مسلمہ پر کس قدر احسان کیا امام عبداللہ بن داؤد سے سنئے فرماتے ہیں:

یجب علی اھل الاسلام ان یدعوا اللہ لابی حنیفہ فی صلواتھم قال وقد ذکر حفظہ علیھم السنن والفقہ۔	مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اپنی نماز میں امام ابوحنیفہؒ کیلئے دعا کریں اور ذکر فرمایا کہ یہ اس لئے کہ انہوں نے سنت اور حدیث اور فقہ کو مسلمانوں کے لئے محفوظ کیا ہے۔

(تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۴۲ البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۱۰۸)

قاضی ابویوسف (جن کو یحییٰ بن معین صاحب الحدیث کہتے ہیں) فرماتے ہیں:

"جب ان کی رائے قائم ہوجاتی تو میں حلقہ درس سے اٹھ کر کوفہ کے محدثین کے پاس جاتا اور ان سے مسئلہ کے متعلق حدیثیں دریافت کرتا اور آکر امام صاحب کی خدمت میں پیش کرتا تو آپ بعض کو قبول کرتے اور بعض کے بارہ میں فرماتے یہ صحیح نہیں ہے۔ میں کہتا کیوں؟ تو فرماتے۔ کوفہ میں جس قدر علم ہے اس کا میں عالم ہوں۔"

(سیرت النعمان)

محدثین کی آراء عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں۔ "خدا کی قسم امام ابوحنیفہؒ سوائے حدیث کے رائے کو اختیار کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ اس کو امام ابوحنیفہؒ کی رائے نہ کہو بلکہ حدیث کی تفسیر کہو۔"

امام ابویوسف فرماتے ہیں: "میں نے تفسیر وحدیث کے معاملہ میں امام صاحب سے زیادہ عالم نہیں دیکھا"

سفیان بن عیینہ کا قول ہے۔ "امام ابوحنیفہؒ حدیث میں اعلم الناس ہیں۔ یحییٰ بن آدم کہتے ہیں: "امام صاحب نے اپنے زمانہ کے تمام محدثین کی آراء کو یاد کر رکھا تھا۔ حسن بن زیاد فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہؒ نے چار ہزار احادیث روایت کی ہیں دو ہزار حماد سے اور دو ہزار دیگر مشائخ سے۔

ابن حجر مکی فرماتے ہیں: "امام صاحب نے کبھی بھی اپنے مسلک کیطرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلا اشارہ منامی کے دعوت نہیں دی۔ (مقدمہ اوجز المسالک متفرقاً)

حدیث میں امام صاحب کی تصانیف متقدمین میں لائق تلامذہ اپنے شیوخ کی جن تعلیمات کو دوران سبق ہی زیر تحریر لے آتے تھے وہ تصانیف ان کے شیوخ ہی کیطرف منسوب ہوتی تھیں جیسے ابن دقیق العید کی "احکام الاحکام" جس کو ان کے لائق شاگرد قاضی اسمٰعیل نے تحریر کیا ہے۔ امام صاحب نے اپنے بیان کردہ احادیث (جن کو آپ کے لائق اور صد قابلِ افتخار تلامذہ قاضی محمد یوسف، محمد بن حسن الشیبانی، زفر بن ہذیل، اور حسن بن زیادہ نے "حدثنا اور اخبرنا" کے صیغوں کیساتھ قیدِ تحریر میں لایا ہے۔ کے مجموعہ کا نام "کتاب الآثار" رکھا جس میں زیادہ شہرت اور مقبولیت امام محمد کے نسخہ کو حاصل ہوئی۔ علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

والموجود من حدیث ابی حنیفہ مفردا ان ھو کتاب الآثار التی رواہ محمد بن الحسن الشیبانی۔	اور اس وقت امام اعظم کی احادیث میں سے "کتاب الآثار" موجود ہے جسے محمد بن حسن نے روایت کیا ہے۔

(تعجیل المنفعہ برجال الائمہ الاربعہ ص۵)

...

ابو زہرہ نے امام صاحب کے مسانید کی تعداد بالتفصیل ۱۵ بتائی ہے۔ (ابو زہرہ ۱۹۲)

مسانید امام اعظم پر مختلف حضرات نے کام کیا۔ علامہ صدر الدین بن موسیٰ (متوفی ۶۵۰ھ) نے ترتیب شیوخ

اور علامہ سندی نے سنن اور ابواب فقہ کے طرز پر مرتب کیا۔

امام صاحب کے مسانید کی شروع میں شرح ملا علی قاری اور تنسیق النظام از ابوالحسن اسرائیلی سنبھلی زیادہ مشہور ہیں۔ (ابوزہرہ)

اس کے علاوہ امام ابی المؤید محمد بن محمود خوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ) نے تمام مسانید کو جمع کر کے ملتِ حنفیہ پر بہت بڑا احسان کیا۔

خلاصہ یہ کہ ماننے والوں نے تو مانا اور خوب مانا۔ نہ ماننے والوں کیلئے آج بھی چیلنج ہے اور انشاء اللہ جب بھی میدانِ تحقیق میں قدم رکھا جائے گا۔ تو امام صاحب کی صرف املائی کتابوں میں ۷۰ ہزار سے زیادہ حدیثیں موتیوں کی طرح بکھری پڑی نظر آئیں گی۔

قائم شدہ : ۱۹۳۶ء

SULTAN
FANS & MOTORS

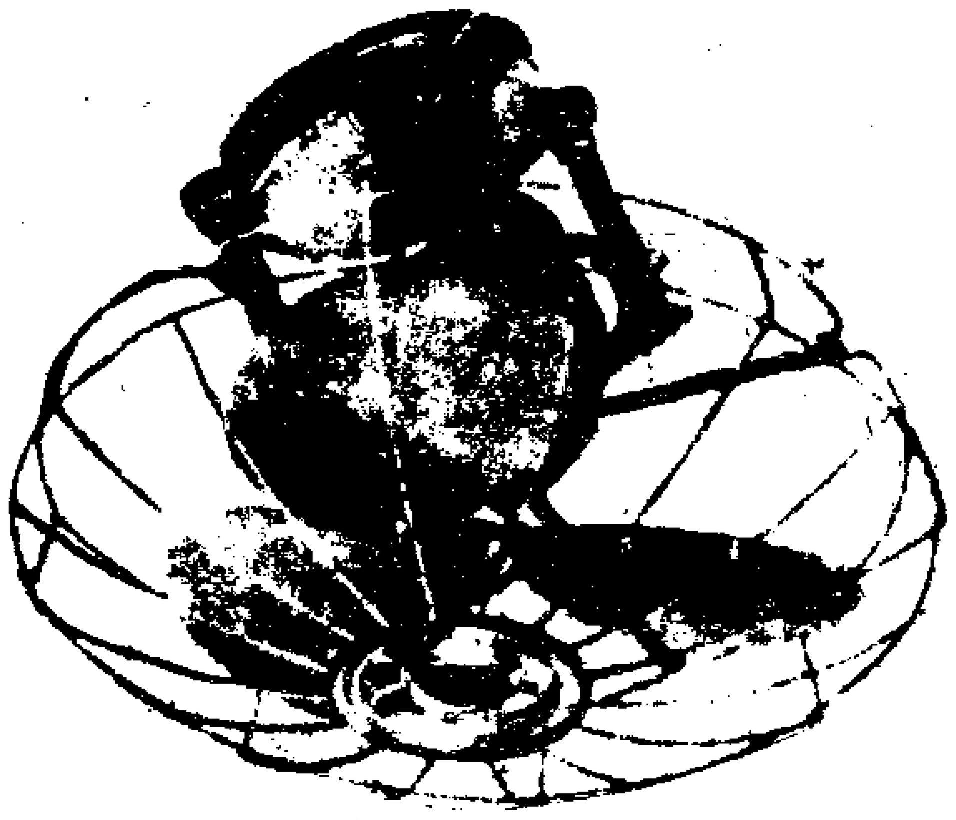

پنکھے اور موٹریں

خوبصورت
دیرپا

سیلنگ — ٹیبل — پیڈسٹل — ایگزاسٹ

سلطان

تیار کردہ: نیشنل میٹل ورکس لمیٹڈ جی ٹی روڈ گجرات

فون : ۴۷۶۵ رہائش ۳۴۵۶ تار: سلطان فین